3844

186

بے معرکہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں

بھارت کی جارحیت

کے مقابل

پاکستان

کے

جہاد پر

تاثرات

3844

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے
پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO........................

BOOK NO........................

S-369—Punjab University Press—10,000—29-1-2003

Marfat.com

3844
87094
ذخیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

بے معرکہ دُنیا میں اُبھرتی نہیں قومیں

ہندو کے دماغی خلل کا علاج یہ ہے کہ اس کے دل سے یہ زعم باطل نکال دیا جائے کہ مسلمان کمزور ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ مسلمان اس کا عزم کرے کہ جو آنکھ اس کی طرف بُری نیت سے دیکھے گی وہ آنکھ نکال لی جائے گی۔ خواہ وہ کسی سر میں کیوں نہ ہو۔ اگر ہندوؤں نے کسی سمت سے بھی اپنے قدم بڑھائے تو مسلمانوں کی طرف سے اس کا جواب وہی ہونا چاہیئے جو ابدالی کی تلوار نے پانی پت کے میدان میں مرہٹوں کو دیا تھا۔ یاد رکھیے! اگر ہندو کو ایک بار شکست مل گئی تو پھر وہ خود بھی امن سے رہے گا اور دُنیا کا امن بھی بحال ہو جائے گا۔ اور اس کے بعد ہندوستان کے چار کروڑ مسلمان بھی عزت و آبرو کی زندگی بسر کریں گے۔

(طلوع اسلامؒ۔ بابت جولائی ۱۹۳۸ء)

افراد ہوں یا اقوام ان میں باہمی اختلافات اور تنازعات نمودار ہوتے

رہتے ہیں۔ شریف انسانوں کا کام یہ ہے کہ جب کوئی متنازعہ فیہ معاملہ قاعدے اور قانون کے مطابق طے ہو جائے تو اسے تسلیم کر لیا جائے خواہ وہ فیصلہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن کم ظرف انسانوں میں اتنی وسعتِ قلب اور کشادگی نگاہ نہیں ہوتی۔ وہ بظاہر اس فیصلے پر رضامند ہو جاتے ہیں لیکن اپنے دل میں اس کے خلاف گرہ بٹھائے رکھتے ہیں۔ وہ اسے اپنے پندار کی شکست سمجھتے ہیں اور اس کا بدلہ لینے کے لئے اپنے اندر بغض و نفرت اور حسد و انتقام کی آگ سلگائے رکھتے ہیں۔ نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے بعد نہ خود ہی امن اور چین سے بیٹھتے ہیں اور نہ ہی فریقِ مقابل کو اطمینان سے بیٹھنے دیتے ہیں۔ اور اگر کبھی خدانخواستہ وہ ایسے فرد یا قوم کے دماغ میں یہ خناس سما جائے کہ فریقِ مقابل کمزور ہے تو پھر ان کے اوچھے پن کی کوئی حد و نہایت ہی نہیں ہوتی۔ وہ ان حربوں پر اُتر آتے ہیں جنہیں "قرآن کریم" نے "اسفل السافلین" سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی سفاہت و دنایت کی پست ترین سطح۔

تقسیم ہند کا مسئلہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مابہ النزاع تھا۔ ہندوؤں کی طرف سے اس کی مخالفت ہوئی اور سخت مخالفت۔ برسوں کی آویزش و مناقشت کے بعد یہ مسئلہ باہمی رضامندی سے طے پا گیا۔ ملک تقسیم ہو گیا اور ہر ایک نے اطمینان کا سانس لیا۔ جب معاملہ کا تصفیہ ہو گیا اور پھر جھگڑے اور تنازع کا سوال کیا؟ لیکن ہندوؤں کی کم ظرفی نے اسے اپنی شکستِ پندار پر محمول کیا اور تقسیم ہند کو دل سے قطعاً نہ اپنایا۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت کے لئے جس قسم کی بلند نگہی اور وسعتِ قلبی کی ضرورت ہوتی ہے ہندو کو وہ نصیب ہی نہیں۔ گذشتہ ہزار سال کی تاریخ میں اسے ہر مقام پر جو شکستیں برداشت کرنی اور

Marfat.com

ذلتیں اٹھانی پڑی ہیں اس سے اس قوم کے تحت الشعور میں عجیب انداز کی نفسیاتی پیچیدگیاں (PSYCHOLOGICAL COMPLEXES) پیدا ہو گئی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جونہی کوئی فیصلہ ان کی منشاء کے خلاف ہوتا ہے وہ اسے اپنی ذلت پر محمول کر لیتے ہیں۔ اور اگر بدقسمتی سے ان کا فریق مقابل مسلمان ہو تو پھر ان کی جھنجھلاہٹ کی کوئی حد ہی نہیں رہتی۔ محمد بن قاسم۔ محمود غزنوی۔ بابر۔ ابدالی وغیرہ کے تصوراتی بھوت ان کے اعصاب پر از سرِ نو سوار ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں کے لگائے ہوئے چرکے پھر سے تازہ زخم بن جاتے ہیں اور وہ ان تمام شکستوں اور ذلتوں کا انتقام اس حریفِ تازہ سے لینا چاہتے ہیں۔

ہندو صدیوں سے اس نفسیاتی مرض، ذہنی کوفت اور قلبی سوزش میں مبتلا ہے۔ وہ جب تک محکوم رہا مسلمانوں کے خلاف اپنے پوشیدہ جذبات حسد و منافرت کا مظاہرہ چھوت کے رنگ میں کرتا رہا۔ مسلمانوں سے چھوت کے پیچھے جذبہ ہی یہ کار فرما تھا کہ وہ انہیں قابلِ نفرت سمجھتا تھا۔ اور اس احساس میں اپنی آتش انتقام کی تسکین کا سامان پاتا تھا۔ لیکن پاکستانی مسلمانوں کی نہیں دنیا کی ہر امن پسند قوم کی بدقسمتی کہ اس ذہنیت کی حامل نفسیاتی مریض قوم کو بیٹھے بٹھائے اتنے بڑے وسیع ملک کی حکومت مل گئی۔ حکومت ملنے کے ساتھ ہی اس نے دہلی، گوالیار، مشرقی پنجاب اور ملک کے دوسرے حصوں کے نہتے اور کمزور مسلمانوں پر جو قیامت خیز مظالم ڈھائے۔ پھر جوناگڑھ، حیدرآباد اور کشمیر کے معاملہ میں جو کچھ کیا، وہ ان کے نفسیاتی جنون کے مظاہرے تھے۔ آزادی ملنے کے ایک سال کے اندر اندر اس نے وحشت و بربریت کے وہ عالم سوز مظاہرے کئے کہ ہم جولائی ۱۹۴۸ء میں وہ کچھ لکھنے پر مجبور ہو گئے جس کا اقتباس سرعنوان دیا گیا

Marfat.com

ہے۔ وہ دن اور آج کا دن اس نے اہلِ پاکستان کو ایک رات بھی تو چین کی نیند نہیں سونے دیا۔ عیاری، مکاری، فریب دہی۔ وعدہ فراموشی۔ عہد شکنی کی آتش خاموش سے لے کر قزاقی، سفاکی، خوں ریزی، غارت گری کی شعلہ افگنی تک کونسا حربہ تھا جو اس نے مسلمانوں کے خلاف استعمال نہیں کیا۔ دُنیا دُور سے زیادہ سے زیادہ اُن شعلوں کے دھوئیں ہی کو دیکھ سکتی ہے۔ اسے اس کا صحیح احساس ہو نہیں سکتا کہ ہمیں واسطہ کس قوم سے پڑا ہے۔

فغاں من دل خلق آب کرد و رنہ ہنوز
نگفتہ ام کہ مرا کار با فلاں افتاد

اٹھارہ برس تک ہم اسے برداشت کرتے رہے۔ ہمارا مقدمہ اس "عدالت" (یو۔ این) میں تھا جس کے متعلق "مہذب اقوام" ہمیں دلاسا دلاتی رہیں کہ وہاں سے انصاف مل جانے کی توقع ہے۔ ہم اس فریب میں رہے —— یا یوں کہئے کہ خود ہمارے ارباب اقتدار میں اس کی ہمت اور حوصلہ نہ تھا کہ وہ فریب کے پردے کو چاک کر کے حقائق کا سامنا کرتے۔ اسباب اس کے کچھ بھی تھے، نتیجہ بہرحال یہ تھا کہ ہندو سر پہ چڑھتا چلا گیا تا آنکہ فطرت کی کرم گستری سے پاکستان کی زمامِ اقتدار ایک ایسے مرد آہن گداز (فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں) کے ہاتھ میں آ گئی جو بساطِ سیاست اور میدان کارزار دونوں پر گہری نگاہ رکھتا تھا۔ انہوں نے بھی امکان بھر کوشش کی کہ ہندوستان کے ساتھ متنازعہ فیہ معاملات کا حل پُر امن طریقوں سے ہو جائے لیکن جو قوم دوسروں کی شرافت کو اس کی کمزوری پر محمول کرے وہ پُر امن کوششوں کا احترام کس طرح کر سکتی ہے۔ اِدھر سے آئین و ضوابط اور عہد و معاہدات کی پابندی ہوتی رہی اور اُدھر سے اندر ہی اندر جنگی تیاریوں پہ زور دیا جاتا رہا

Marfat.com

3844

تاآنکہ انہوں نے پیش قدمی کر کے پاکستانی چوکیوں پر زبردستی قبضہ کر لیا۔ یہ درحقیقت مقیاس (FEELER) تھا یہ دیکھنے کے لئے کہ جنگ کے تصور کے خلاف پاکستان کا ردِعمل کیا ہوتا ہے!

اب وہ مقام آگیا جو قوموں کی تاریخ میں موت اور زندگی کا فیصلہ کن مرحلہ ہوتا ہے۔ ہندوستان اپنے رقبہ، آبادی اور وسائل کے اعتبار سے پاکستان کے مقابلہ میں کتنے گنا بڑا۔ اس کی فوج (مسٹر میکنامارا کے تخمینہ کے مطابق) پاکستان کی فوج سے پانچ گنا زیادہ۔ اس کا سامان حرب وضرب جو اس نے چین کے ہوّے کی آڑ میں مختلف گوشوں سے مہیا رکھا ہے بے حد و شمار۔ دنیا کی عظیم طاقتیں اس کی پشت پناہ۔ یہ تمام حالات ایسے تھے جو ایک عام سطح کے انسان کو تھرتھرا دینے اور ہندوستان کے سامنے جھکا دینے کے لئے کافی تھے۔ "دو اور دو چار" کی منطق کا تقاضا یہی تھا کہ ہندوستان کے اس چیلنج کو قبول نہ کیا جائے۔ لیکن غیرت وحمیت کا تقاضا کچھ اور تھا۔ یہ تقاضا پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ:

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی
تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں، پیہم دواں، ہردم جواں ہے زندگی

یہ وہ مقام تھا جس کے لئے قرآن نے کہا تھا کہ خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً (۶۷/۲)۔ خدا نے موت اور حیات کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ تمہارے لئے اس بات کا موقع بہم پہنچائے کہ تم اپنی مضمر قوتوں اور زندہ رہنے کی صلاحیتوں کو آزما سکو اور اس حقیقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو کہ:

Marfat.com

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقامِ حیات
کہ عشق موت سے کرتا ہے امتحانِ ثبات

یہ وہ مقام تھا جس کے لئے اعلان کیا گیا تھا کہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ (۴۲/۸): جسے زندہ رہنا ہے وہ بھی دلیل و برہان کی رُو سے زندہ رہے اور جسے ہلاک ہونا ہے وہ بھی دلیل و برہان کی رُو سے ہلاک ہو۔ قرآن کریم کی رُو سے زندگی محض نفس شماری کا نام نہیں، نہ ہی موت سے مراد سانس کی آمد و رفت کا بند ہو جانا ہے۔ اس کے نزدیک مرگِ باشرف کا نام اصلِ حیات ہے اور حیاتِ بے شرف موت۔ وہ عزت کی موت مرنے والوں کے متعلق کہتا ہے کہ انہیں مردہ مت سمجھو وہ زندہ ہیں۔ (۲/۱۵۵) وہ ذلت کی زندگی جینے والوں کے بارے میں کہتا ہے کہ: ویاتیہ الموت من کل مکان وما ہو بمیت (۱۴/۱۷): وہ ایسی زندگی جیتے ہیں کہ جس میں ہر آن موت اپنے خونی پنجے نکالے چاروں طرف سے ان کی طرف سے یلغار کرتی دکھائی دیتی ہے۔ لیکن یہ عذاب ایسا دائمی ہوتا ہے کہ وہ مرتے بھی نہیں کہ اسی طرح اس سے چھٹکارا حاصل کر لیں۔ یہ دونوں گوشے صدر مملکت کے سامنے تھے۔ ایک طرف بے پناہ مشقتیں، مصیبتیں، تکلیفیں۔ الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (۲/۱۵۵) ہر قسم کے خطرات، بھوک پیاس، جان، مال، ثمرات کی تباہیاں تھیں اور دوسری طرف غلامی، محکومی، ذلت اور مسکنت کی زندگی۔ اور غلامی و محکومی بھی ہندو جیسی قوم کی ———

یہ دونوں گوشے اس کے سامنے تھے اور وہ ایک گہری سوچ میں ڈوبا ہوا بیٹھا تھا۔ کتنا نازک تھا یہ مقام اور کیسا مشکل تھا یہ فیصلہ۔ وہ فیصلہ جس پر دس کروڑ انسانوں کی موت اور حیات، ان کی آنے والی نسلوں کی قسمت بلکہ اس خطۂ زمین

Marfat.com

میں خود اسلام کے مستقبل کا دار و مدار تھا۔ وہ اس گہری سوچ میں ڈوبے بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے یہ ندائے جمال اس کے کانوں میں آئی کہ: موتوا ثم احیاھم (۲۴۳/۲) تم موت کو ترجیح دو ہم تمہیں زندگی عطا کر دیں گے۔ اس نے آنکھیں اُوپر کو اٹھائیں تو سامنے نور کی شعاعوں سے لکھا دیکھا کہ: لاتھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (۱۳۸/۳) مت گھبراؤ، مت خوف کھاؤ، چونکہ تم کمزوروں اور مظلوموں کو امن کی ضمانت دینے کے لئے اٹھو گے اس لئے تم یقیناً غالب[1] رہو گے۔

اس نشید حیات آور نے کشمکش کو یکسو کر دیا۔ "عشق کی اک جست نے طے کر دیئے قصے تمام" —— اور اس صاحب عزم وہمت نے کامل اعتماد اور یقین کے ساتھ فریق مخالف سے پکار کر کہہ دیا کہ:

عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ
تو نے دیکھا سطوت رفتار دریا کا عروج
موج مضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ

پاکستان نے بالآخر ہندوستان کا چیلنج قبول کر لیا۔

پانچ ستمبر کی رات کو ہم سوئے تو یہ روتا روتے ہوئے کہ قوم کی اخلاقی حالت

---

[1] "مومن" کے معنی امن کی ضمانت دینے والا بھی ہیں۔

Marfat.com

بیحد بگڑ چکی ہے۔ ہر شخص کو اپنے اپنے ذاتی مفاد کی پڑی ہے۔ قوم اور ملک کے اجتماعی مفاد کا کسی کو خیال نہیں رہتی کہ عام پھیلائے ہوئے خیالات کے مطابق) ہماری فوج بھی سہل انگار اور عیش پرست ہوگئی ہے۔ ایسے میں اگر (خدانخواستہ) ملک پر کوئی آفت آگئی تو اس کا کیا بنے گا۔

پانچ ستمبر کی رات کو ہم یہ خیالات لے کر سوئے۔ اور جب چھ ستمبر کی صبح کو اٹھے تو ایسا محسوس ہوا جیسے ہم کسی اور ہی ملک کے اندر ایک اور ہی قوم کے فرد ہیں۔ ۱۹۵۱ء میں جب کسی نے یہ افواہ پھیلا دی تھی کہ امرت سر کی طرف سے ہندوؤں کی فوجیں لاہور کی سمت مارچ کرتی ہوئی دیکھی گئی ہیں تو لاہور خالی ہو گیا تھا لیکن اب ہندوؤں کی فوجیں (عالم خیال میں نہیں واقعتہً) لاہور کے سر پر تھیں۔ باٹا نگر پر بم پڑ چکا تھا۔ دشمن کی توپوں کے دھماکے سے ہمارے در و دیوار ہل رہے تھے۔ یوں دکھائی دیتا تھا کہ چند ساعتوں میں دشمن کے ٹینک شہر کے گلی کوچوں میں پھر رہے ہوں گے۔ یہ حالات تھے لیکن حرام، جو کسی سمت سے خوف، اور ہراسانی، کا شائبہ تک بھی دکھائی دیا ہو۔ تمام اہل شہر کامل سکون اور سکوت کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف تھے۔ نوجوان ان ایمان افروز ولولوں کو لئے ہوئے کہ خدا کا شکر ہے کہ زندگی میں ایسا موقع آگیا۔ جب ہم دنیا کو بتا سکیں گے کہ:

آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

بوڑھے اس عزم و ثبات کو لئے ہوئے کہ ہم "بُنیانِ مرصوص" کی طرح ڈٹے رہیں گے اور اس آہنی دیوار کو کوئی توڑ نہیں سکے گا۔ بچے یہ ولولہ انگیز نغمات گاتے ہوئے کہ —— "بہادرو بڑھے چلو، سپاہیو بڑھے چلو!" اور عورتیں سپاہیوں

Marfat.com

کے لیۓ ہر قسم کا سامان فراہم کرنے میں مصروف۔ اور یہ سب کچھ نہایت نظم وضبط کے ساتھ۔ ان سطور کی تحریر کے وقت جنگ شروع ہوئے، قریب دو ہفتے گذر چکے ہیں۔ اس دوران میں کوئی رات ایسی نہیں گذری جب توپوں کی آواز نے دیواریں نہ ہلا دی ہوں۔ اور کوئی دن ایسا نہیں آیا جب سائرن کی کپکپا دینے والی آواز کان میں نہ پڑی ہو۔ لیکن اس وقت تک ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آیا جب قوم کے دل کی دیواریں ذرا بھی ہلی ہوں یا ان کی رُوح میں شمہ بھر کپکپی پیدا ہوئی ہو۔ حوصلے ہیں کہ دن بدن بلند ہو رہے ہیں اور ہمتیں ہیں کہ ساعت بہ ساعت استوار ہو رہی ہیں۔ عام حالات میں ہر صبح اخبارات میں دو چار وارداتوں کی خبر سامنے آجاتی تھی۔ لیکن ان دنوں میں کسی ایک واردات کی خبر سننے میں نہیں آئی۔ اشیائے خورونوش بغیر کسی دقت اور مشقت کے مل رہی ہیں اور انہی قیمتوں پر مل رہی ہیں (بلکہ بعض چیزیں سستی ہو گئی ہیں) اور یہ حالت ایک لاہور ہی کی نہیں، سارے ملک کا یہی عالم ہے۔

عقل حیران ہے کہ یا اللہ! کیا یہ وہی قوم ہے جس کا ہم رونا روتے پانچ ستمبر کی رات کو سوئے تھے؟ کیا یہ وہی ملک ہے جس کے کونے کونے میں ہر قسم کی خرابیاں دکھائی دیتی تھیں؟ یہ راتوں رات اس میں کیا انقلاب آ گیا؟ یہ شبا شب اس کی قلبِ ماہیت کیسے ہو گئی۔

اور ہمارے سپاہی!

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا!
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کے لئے

انہوں نے جو کچھ کر کے دکھایا ہے اس سے دُنیا کی تاریخ میں ایک سنہرے

Marfat.com

باب کا اضافہ ہوگا۔ اور آنے والی نسلیں ان کے محیر العقول کارناموں کو مثال کے طور پر بیان کریں گی۔ اقبالؒ زندہ ہوتا تو وہ دیکھتا کہ اس کی دعائیں :

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے

کس طرح بدرگاہ رب العزت میں مستجاب ہوئی ہیں اور اس کے "شاہین بچوں" کے بال و پر نے دشمن کے فضائیہ میں کیا قیامتیں برپا کر دی ہیں۔ ان کا ــــ "پلٹنا جھپٹنا جھپٹ کر پلٹنا" زمانۂ امن میں بے شک "لہو گرم رکھنے کا تھا اک بہانہ" ــــ لیکن میدانِ کارزار میں ان کی اس پلٹ اور جھپٹ نے جس طرح قوم کی تقدیر کو پلٹ دیا ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

اقبالؒ نے کہا تھا کہ :

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں

اس سے پہلے اسے محض ایک شاعر کا تخیل سمجھا جاتا تھا۔ حالانکہ وہ بار بار کہتا تھا کہ ــــ حقیقت ہے، نہیں میرے تخیل کی یہ بزاتی ــــ لیکن ہماری فضائی، بری اور بحری فوج کے جوانوں نے اس تخیل کو ایک جیتی جاگتی حقیقت میں تبدیل کر کے دکھا دیا۔

اقبالؒ نے کہا تھا کہ :

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

دنیا سمجھتی تھی کہ یہ محض ایک فلسفی کا نظریہ ہے جسے حقیقت سے کچھ واسطہ

Marfat.com

نہیں ہوتا لیکن ہمارے ان کوہ شکن مجاہدین نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ ایک نظریہ نہیں حقیقت ہے۔

قرآن نے کہا تھا کہ: کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصّٰبرین (۲/۲۴۹) ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک قلیل سی جماعت ایک جمّ غفیر پہ غالب آ جاتی ہے۔ یہ ہوتا ہے خدا کے اس قانون کے مطابق جس کی رُو سے اس کی نصرت ان کے ساتھ ہوتی ہے جو ثابت قدم رہیں۔ انہی کے متعلق کہا تھا کہ "ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین (۸/۶۵) اگر تم میں بیس سپاہی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دشمن کے دو سو پہ غالب آ جائیں گے۔ اس ایک اور دس کی نسبت کے لئے ہم اپنے صدرِ اول کے مجاہدین[1] کی درخشندہ داستانیں اپنے بچوں کو سنایا کرتے تھے لیکن اب انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ یہ دعوے کس قدر صداقت پر مبنی ہے۔

ملتِ پاکستانیہ کی اس قلب ماہیت پہ بالعموم اور اس کی افواجِ قاہرہ کی محیر العقول سرفروشانہ جوششِ کردار پہ بالخصوص آنے والا مورخ محوِ حیرت ہوگا اور اس کی بنیادی علت (CAUSE) کے لئے بڑی کرید کرے گا لیکن ہمیں اس کی تلاش میں کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں۔ وہ قوم جس میں زندگی کی حرارت باقی ہوتی ہے اس کے تحت الشعور میں اس کی درخشندہ روایات[1] محوِ خواب ہوتی ہیں۔

---

[1] مسلمانوں کی صورت میں، ان روایات سے مراد ہے قرآن کی عطا کردہ مستقل اقدار کا کسی وقت محسوس پیکر میں سامنے آنا۔

Marfat.com

اور تاریخ کے نازک موڑ پر وہ اس طرح بیدار ہو جاتی ہیں جس طرح بربط کے تاروں میں چھپے ہوئے نغمے ایک جنبش مضراب سے فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتے ہیں۔ سطح بین نگاہیں ساکت وصامت تاروں کو دیکھتی ہیں۔ لیکن ان کے اندر مضمر نغموں کو نہیں بھانپ سکتیں۔ جنگ یا اسی قسم کے اور حوادث قوموں کے عروقِ حیات کے لئے مضراب کا کام دیتے ہیں اور ان میں پھر سے خون زندگی بڑی تیزی سے گردش کرنے لگ جاتا ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے قرآن کریم نے جنگ کی طرف دعوت دیتے ہوئے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:

"یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ والرسول اذا دعاکم لما یحییکم ج..... (۲۴)

(اے ایمان والو! تم خدا اور رسولؐ کی اس دعوت پر لبیک کہو جو تمہیں زندگی عطا کر دے گی۔)

جنگ کے بلاوے کو زندگی عطا کرنے والی دعوت اسی حقیقت کی ترجمان ہے۔ قوم کو اپنی مضمر صلاحیتوں اور غیر محسوس خصوصیتوں کا صحیح اندازہ ہی معرکہ آرائی سے ہو سکتا ہے۔

اقبالؒ کے الفاظ میں:

جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج ہو نہ سکے گا حریفِ سنگ
یہ زورِ دست و ضربتِ کاری کا ہے مقام
میدانِ جنگ میں نہ طلب کر نوائے چنگ
خونِ دل و جگر سے ہے سرمایۂ حیات
فطرت "لہو ترنگ" ہے غافل نہ جل ترنگ

Marfat.com

اسی لئے قرآن کریم نے درخورِ صلوٰۃ وسلام ان مجاہدین کو قرار دیا ہے جو اس قسم کے زلزلہ انگیز، صبر آزما اور ہمت طلب معرکوں میں ثبات و استقامت کا ثبوت دیں۔ (۲/۱۵۵) قتال فی سبیل اللہ ــــ جو جہاد کی آخری کڑی ہے جنت کی کلید اور حیات جاودانی کی ضمانت ہے، اس لئے کہ اسی سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انسانی ذات میں کس قدر پختگی پیدا ہو چکی ہے اور وہ زندگی کے آئندہ بلند مراحل طے کرنے کے قابل کس حد تک ہوئی ہے۔ اگر انسانی ذات کو اس کسوٹی پر نہ پرکھا جائے تو ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی ذات کی نشو و نما کے متعلق خود فریبی میں مبتلا ہو جائے۔ یہی وہ خود فریبی ہے جس کے متعلق علامہ اقبالؒ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

> اسلام جہاد فی سبیل اللہ کو حیات کے لئے ضروری تصور کرتا ہے تو شعرائے عجم اس اشعار اسلام میں کوئی اور معنی تلاش کرتے ہیں۔ مثلاً
>
> غازی زپئے شہادت اندر تگ و پوست
> غافل کہ شہید عشق فاضل تراز وست
> در روز قیامت ایں بہ او کے ماند
> ایں کشتۂ دشمن است و آں کشتۂ دوست
>
> یہ رباعی شاعرانہ اعتبار سے نہایت عمدہ ہے اور قابل تعریف مگر انصاف سے دیکھئے تو جہاد اسلامیہ کی تردید میں اس سے زیادہ دل فریب اور خوبصورت طریق اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ شاعر نے کمال یہ کیا ہے کہ جس کو اس نے زہر دیا ہے۔ اس کو

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۔ لاہور پاکستان
ذخیرہ

احساس بھی اس امر کا نہیں ہو سکتا کہ مجھے کسی نے زہر دیا ہے
بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ مجھے آب حیات پلایا گیا ہے۔ آہ! مسلمان
کئی صدیوں سے یہی سمجھ رہے ہیں

(مکاتیب اقبال۔ حصہ اول۔ صفحہ ۳۶)

خدا نے انبیاء علیہم السلام اور کتب کے ساتھ "الحدید" - شمشیر خارا شگاف - کے نزول کا ذکر کیا ہے (۵۷/۲۵) تو اسی لئے کہ:

اس بیت کا یہ مصرع اوّل ہے کہ جس میں
پوشیدہ چلے آتے ہیں توحید کے اسرار

وہ حیاتِ جاوداں کی بشارت مقتولین فی سبیل اللہ کو دیتا ہے۔ کسی کشتۂ دوست کے لئے یہ بشارت نہیں۔ وہ مجاہدین کے ایک ایک عمل کو سچے ترازو میں تولتا اور اس کا وزن لکھتا چلا جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:

اس راہ میں بھوک اور پیاس کی جس تکلیف کو وہ جھیلتے ہیں، جو تکان اور مشقت وہ اٹھاتے ہیں۔ ان کا ہر وہ قدم جو اس مقام پر پڑتا ہے جہاں اس کا پڑنا دشمن کے لئے موجب غیظ و غضب ہوتا ہے، حتیٰ کہ ہر وہ نقصان جو انہیں دشمن کی طرف سے پہنچتا ہے۔ ان میں سے ایک ایک چیز اُن کے لئے عمل صالح بنتی چلی جاتی ہے (۹/۱۲۰)

اور کیوں نہ بنے؟ خدا نے کہا ہے کہ جو شخص کسی ایک جان کو بھی بچا لے اس کے متعلق یوں سمجھو گویا اس نے پوری کی پوری نوع انسان کو بچا لیا (۵/۳۲)
آپ پورے پاکستان کو ایک طرف رہنے دیجئے اور صرف ایک لاہور کو لیجئے۔ گذشتہ

Marfat.com

دو ہفتے اس سولہ لاکھ کی آبادی اور دشمن کی طرف سے بھیانک موت کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی۔ اور وہ دیوار تھی ہمارے ان جانباز خود فراموش سپاہیوں کی۔ انہوں نے جان پر کھیل کر اس پوری آبادی کو بچا لیا۔ نہیں! جنرل موسیٰ کے الفاظ ہیں: پاکستان کی آزادی اور غلامی کے درمیان یہی دیوار کھڑی تھی۔ انہوں نے اپنی جانیں دے کر اس عظیم ملک کی آزادی کو بچا لیا۔ اور پھر یہ ملک ہمارا قومی وطن ہی تو نہیں۔ یہ ہمارے دین (قرآنی نظام) کا بننے والا گہوارہ بھی تو ہے۔ اس کی حفاظت دین کی عظیم ترین خدمت ہے۔

یہ ہے جہاد کا مقام ایک مسلم کی زندگی میں!

لیکن جہاد میدان جنگ میں شمشیر بکف نکل کھڑے ہونے کا نام ہی نہیں، تقسیم عمل کے لحاظ سے اس سلسلہ کا ہر کام جہاد میں شامل ہے۔ جاھدوا باموالھم وانفسھم (۹/۸۸) تو قرآن کریم کے بیشتر مقامات میں آیا ہے۔ جان کے جہاد کے لئے نسبتاً کم لوگوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ باقی آبادی مال کے جہاد میں شریک ہوتی ہے۔ اور جس کے پاس دینے کے لئے مال نہیں وہ اس پروگرام کی اور مختلف کڑیوں میں حصہ لے سکتا ہے۔ پھر سب سے اہم کڑی ملک میں امن قائم رکھنے اور عوام کا حوصلہ بڑھانے کی ہے۔ دشمن کا سنگین ترین حربہ سول آبادی میں بددلی پھیلانا ہوتا ہے۔ اس کا مؤثر ذریعہ افواہیں پھیلانا ہے جس کی روک تھام نہایت ضروری ہے۔ شہری دفاع کے سلسلہ میں تمام قواعد وضوابط کی شدت سے پابندی بھی اسی سلسلہ کی اہم کڑی ہے۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کا گھر بار اجڑ جائے، جن کا کاروبار بند ہو جائے جو کسی طرح مفلوج و محتاج ہو جائیں ان کی پوری پوری مدد کرنا۔ جہاد بالاموال میں شامل ہے۔ غرضیکہ ہر وہ اقدام جو آپ کی مدافعت و

Marfat.com

تقویت کا موجب ہو اور جس سے دشمن کے منصوبے کمزور رہوں جہاد ہے۔

ایسے نازک وقت میں حکومت کی تائید بڑی ضروری ہوتی ہے۔ صدر مملکت کے اس احسان سے تو ہماری آنے والی نسلیں تک سبکدوش نہیں ہو سکیں گی کہ انہوں نے ملک کی عسکری قوت کو اس قدر مستحکم بنا دیا تھا جس کا کسی کو اندازہ تک نہ تھا اور جنہوں نے ایسے نازک وقت میں اس قدر بلند حوصلگی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر کسی وقت حکومت کی طرف سے کوئی ایسا فیصلہ ہو جس سے بفرض محال آپ متفق نہ ہوں تو اسے ہدف تنقید نہ بنائیے۔ اصولی اتفاق کا تقاضا ہوتا ہے کہ جزئی اختلافات کو اہمیت نہ دی جائے۔ اور پھر ایسے وقت میں جب ایک معمولی سی تنقید نہ معلوم کتنے دور رس نقصان کا موجب بن جائے۔ کبائر سے بچنے والوں کی لمم (چھوٹی چھوٹی لغزشوں) کو تو خدا بھی قابل گرفت قرار نہیں دیتا (۵۳/۳۲) پھر یہ بھی واقعہ ہے کہ جو معلومات ارباب حل و عقد کے پاس ہوتی ہیں وہ ہمارے پاس نہیں ہوتیں۔ اس لئے ہمارے مقابلہ میں وہ بہتر پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ حالات کی مناسبت سے فیصلے کریں۔

جس وقت تک یہ سطور قلمبند ہو رہی ہیں۔ ہمارے فلک پیما طیاروں اور کوہ شکن افواج کو کسی محاذ پر بھی کسی قسم کی پسپائی یا ناکامی نہیں ہوئی۔ اور جس عزم بلند اور خارا شگاف ہمت کا انہوں نے ثبوت دیا ہے۔ اس کے پیش نظر ہمیں یقین ہے کہ یہ برق خاطف، یہ شہاب ثاقب، یہ آتشیں پرکالے، آخر تک کامیاب و کامراں رہیں گے اور میدان کارزار سے فاتح و منصور لوٹیں گے۔ لیکن جنگ

Marfat.com

بہر حال جنگ ہے۔ اس میں کسی مقام پر پسپائی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر کبھی ایسا ہو تو ہمیں اس سے افسردہ خاطر اور شکستہ دل نہیں ہونا چاہیئے۔ اس قسم کے حوادث تو اس زمانے میں بھی رونما ہو جایا کرتے تھے۔ جب صحابہؓ کبار جیسے سپاہی اور رسول اکرمؐ جیسے کماندار ہوتے تھے۔ انہی نقصانات کے وقت قرآن انہیں یہ کہہ کر اطمینان دلاتا تھا کہ: ان یمسسکم قرح فقد مس القوم قرح مثلہٗ: اگر آج تمہیں کوئی زخم لگا ہے تو یقیناً اس قسم کا زخم تم دشمن کو بھی لگا چکے ہو۔ یہ میدان جنگ ہے: تلک الایام نداولہا بین الناس (۳/۱۳۹): اس میں پلڑے جھکتے اور اٹھتے رہتے ہیں۔ لہذا اگر کسی مقام پر تمہیں ہنگامی طور پر کوئی نقصان پہنچ جائے تو تمہیں گھبرانا نہیں چاہیئے، بلکہ سوچنا چاہیئے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ اس لئے کہ: وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (۴۲/۳۰) جو نقصان بھی تمہیں پہنچتا ہے وہ کسی نہ کسی تمہاری اپنی غلطی کی وجہ سے پہنچتا ہے۔ اس لئے ایسے مقام پر گھبرانے اور بدحواس ہونے کے بجائے سوچنا یہ چاہیئے کہ وہ نقصان ہماری کسی غلطی کی وجہ سے ہوا ہے، اور ایسا کرتے وقت ایک دوسرے کو مورد الزام بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ اس سے باہمی تنازع پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ اگر ایسا کرو گے فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا (۸/۴۶) تو تمہاری ہمت ٹوٹ جائے گی۔ اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اس لئے تم استقامت سے کام لو اور جو غلطی ہو گئی ہے مشترکہ اور متحدہ طور پہ اس کی تلافی کی کوشش کرو۔ قوم درحقیقت ایک ٹیم ہوتی ہے۔ ٹیم میں اگر کسی وقت کسی کھلاڑی سے کوئی غلطی ہو جائے تو یہ نہیں ہوتا کہ ساری ٹیم اس کے پیچھے پنجے جھاڑ کر پڑ جائے یا روٹھ کر بیٹھ جائے۔ وہ

Marfat.com

اس کا خیال کیئے بغیر کہ غلطی کس سے ہوئی ہے۔ اس غلطی کے ازالہ کی کوشش کرتی ہے۔ اس لیئے کہ نہ تو ٹیم کی شکست کسی ایک کھلاڑی کی شکست ہوتی ہے۔ اور نہ ہی اس کی کامیابی کسی ایک کھلاڑی کی کامیابی۔ شکست اور فتح پوری کی پوری ٹیم کی ہوتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق قرآن کریم نے بڑی سختی سے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ: "وتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ" (۸/۲۵) اس آگ سے بچو جس کی چنگاریاں اڑتی ہیں تو وہ انہیں تک محدود نہیں رہا کرتیں جن سے زیادتی ہوئی ہو۔ وہ ساری کی ساری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس جہاں تک جنگ میں کامیابی کا تعلق ہے وہ بیشتر اُن جان فروشوں کے خون کے بدلے میں حاصل ہوتی ہے جو یہ پلٹ کر بھی نہیں دیکھتے کہ ان کا خون بہا کس نے وصول کیا ہے۔

ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (۳/۱۶۸) وہ جب اس کا احساس کرتے ہیں کہ ان کے جان دے دینے سے وہ لوگ جو اُن کے پیچھے زندہ ہیں کس طرح امن و اطمینان کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو وہ اسے اپنی قربانیوں کا بیش بہا صلہ سمجھتے ہیں۔ اور اس سے بڑے خوش ہوتے ہیں۔ یہی ہیں وہ زندۂ جاوید، شرفِ انسانیت کی انتہائی بلندیوں پر فائز مردانِ مومن جن کے خون کی آبیاری سے تاکِ ملت کی نشو و نما ہوتی ہے۔" اولئک علیھم صلوٰۃ من ربھم و رحمۃ و اولئک ھم المھتدون (۲/۱۵۵)

سرِ خاکِ شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملتِ ما سازگار آمد

Marfat.com

جب سے صفحۂ ارض پر طلوع و غروب آفتاب کا سلسلہ شروع ہوا ہے دن چڑھتا ہے اور رات پڑتی ہے۔ لیکن ان میں بعض دن ایسے بھی ہیں جنہیں خدا نے "ایام اللہ" ۔ خود اپنے دن ۔ کہہ کر پکارا ہے۔ یہ "خدا کے دن" وہی ہیں جن میں حق و باطل کی معرکہ آرائیاں ہوتی ہیں۔ اور یہی ہیں وہ دن جن کی یاد دہانی کی تاکید نبی اکرمؐ کو یہ کہہ کر کی گئی کہ " وذکرھم بایّام اللہِ۔ انہیں خدا کے دنوں" کی یاد دہانی کراتے رہو۔ اس لئے کہ " انّ فی ذالک لاٰیٰتٍ لکل صبّارٍ شکورٍ" (۱۴/۵) اس میں ہر اس قوم کے لئے جو استقامت پذیر ہو اور یہ چاہے کہ اس کی کوششیں بھر پور نتائج کی حامل ہوں، زندگی کی عظیم نشانیاں ہیں۔ دنیا میں ہر روز ہزاروں انسان آتے اور ہزاروں دنیا سے چلے جاتے ہیں پیدائش اور موت کا یہ سلسلہ لاکھوں برس سے جاری ہے۔ لیکن موت و حیات کے اس بحر بیکراں میں وہ نفوس روشنی کے مینار کی طرح جگمگاتے ہیں جن کی موت لاکھوں کروڑوں انسانوں کے لئے زندگی کا موجب بنتی ہے۔ کس قدر سعادت مند اور خوش بخت ہیں وہ نفوس جنہیں اس قسم کے مواقع میسّر ہوں۔

آج ملّتِ پاکستانیہ کے سامنے اسی قسم کا معرکہ ہے۔ ہماری نگۂ احترام جھکتی ہے:

ان ارباب حل و عقد کے سامنے جنہوں نے ایسے نازک وقت میں، اس قسم کا صحیح فیصلہ کیا جس کے لئے بڑے آہنی عزم اور بلند حوصلگی کی ضرورت تھی۔

ان جسور و غیور مجاہدین کی بارگاہ میں جو شمشیر بکف اور کفن بدوش میدان کارزار میں آ گئے۔ اور جنہوں نے اپنی بے پناہ قربانیوں سے یہ ثابت کر دیا کہ ۔ "بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی پوشیدہ ہیں"۔ اور

Marfat.com

خود ملت پاکستانیہ کے حضور جس نے ایسے ہمت شکن حالات ہیں "بنیانِ مرصوص" (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) کی طرح کھڑے ہو کر بتا دیا کہ:

مٹ نہیں سکتا کبھی مردِ مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرِّ کلیم و خلیل

اور ہمارا سرِ نیاز سجدہ ریز ہے اس خدائے عزیز و رؤف کی بارگاہ میں جس کی عطا کردہ راہ نمائی سے قوم کو ایسی جمعیت خاطر نصیب ہوئی کہ جب لوگوں نے اس سے کہا کہ: "اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ": دشمن نے تمہارے خلاف لشکرِ جرار جمع کر رکھا ہے، اس لئے تم اس سے ڈرو" فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا" تو بجائے اس کے کہ اس سے وہ خوف زدہ ہو جائے، ان کا ایمان اور بڑھ گیا۔ "وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" (3/172) اور انہوں نے دل کے پورے اطمینان سے کہہ دیا کہ دشمن کا لشکر بڑا ہے تو ہوا کرے۔ ہمارے ساتھ قانونِ خداوندی کی تائید و نصرت ہے۔ اور یہ وہ قوت ہے جس پر پورا پورا بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

اگر ہم نے خدا کی راہ نمائی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا تو اس کا یہ وعدہ یقیناً پورا ہو کر رہے گا کہ "فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ" (3/172) انہیں دنیا کی کوئی طاقت زک نہیں دے سکے گی اور وہ شاداں و فرحاں خدا کی عطا کردہ خوشگواریوں سے جھولیاں بھر بھر کر واپس آئیں گے۔" وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا (4/122) خدا سے زیادہ بات کا سچا کون ہے۔

87094

Marfat.com

مجلس صیانت (سیکوریٹی کونسل) نے اپنے جنرل سکریٹری کی رپورٹ کے پیش نظر یہ ریزولیشن پاس کر دیا ہے کہ:

(۱) جنگ فوراً بند کر دی جائے۔

(۲) تمام فوجیں ان مقامات پر واپس چلی جائیں جہاں وہ ۵/ اگست کو تھیں۔

(۳) باقی رہا کشمیر کا مسئلہ سو اس کے متعلق بعد میں سوچا جائے گا۔

اس ریزولیشن کے مطابق متحدہ اقوام (U N) اور اس کی قائم کردہ سیکوریٹی کونسل بالکل بے نقاب ہو کر سامنے آگئی اور دُنیا نے دیکھ لیا کہ جن اقوام کے سامنے زندگی کی غیر متبدل مستقل اقدار نہ ہوں وہ کسی طرح عدل و انصاف کے نام تک سے ناآشنا ہوتی ہیں۔

پاکستان کے لئے یہ مرحلہ پہلے مرحلہ سے بھی زیادہ نازک تھا۔ محولہ بالا ریزولیشن مجلس صیانت کے اراکین کا متفقہ فیصلہ تھا (صرف ایک اردن نے اس کی مخالفت کی تھی)۔ اس فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا ساری دنیا سے جنگ مول لینے کے مترادف تھا۔ دوسری طرف یہ حقیقت تھی کہ یہ فیصلہ عدل و انصاف کے یکسر خلاف اور حقائق سے کھلے بندوں چشم پوشی کا مظاہرہ تھا۔ اس سے مظلومین کشمیر اسی کسمپرسی کے عالم میں رہتے تھے۔

پاکستان کی تاریخ میں اس سے زیادہ نازک وقت کبھی نہیں آیا تھا۔ ہندو خوشیوں کے شادیانے بجا رہا تھا۔ ساری دنیا بھری ہوئی نگاہوں سے پاکستان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کشمیر کا مظلوم مسلمان سہمے ہوئے کھڑا تھا کہ صدر مملکت پاکستان کے عزم بلند نے ایک بار پھر انگڑائی لی۔ اور اس نے ایک ایسی آواز سے جس میں

Marfat.com

اعتماد اور یقین کی ایک دنیا جھلمل جھلمل کر رہی تھی اقوام متحدہ۔ اور اس کی وساطت سے تمام اقوام عالم۔ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مجلس صیانت کا یہ فیصلہ دھاندلی کے سوا کچھ نہیں۔ ہم امن عالم کی خاطر جنگ بند کرنے کو تیار ہیں لیکن ہماری فوجیں جن مقامات تک پہنچ چکی ہیں ان سے پیچھے نہیں ہٹیں گی اور اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ مجلسِ اقوام کشمیر کے فیصلہ کے متعلق کیا اقدامات کرتی ہے۔ اگر ایک مدت معیّنہ کے اندر یہ اقدامات ہمارے نقطۂ نگاہ سے اطمینان بخش نہ ہوئے تو (جیسا کہ ہمارے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے وانشگاف الفاظ میں کہہ دیا) پاکستان ایسے نامعقول ادارے کو سات سلام کر کے اس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اور اپنی راہ آپ اختیار کرے گا۔

مجلس صیانت کو اس جرأتِ بے باک کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور ان شرائط کے ماتحت جنگ روک دی گئی اور اس طرح:

تازہ پھر دانشِ حاضر نے کیا سحر قدیم
گذر اس عہد میں ممکن نہیں بے چوبِ کلیم

جنگ اور صلح کے سلسلہ میں قرآن کریم کی راہ نمائی یہ ہے کہ میدان کارزار میں تمہارا پلڑا کتنا ہی بھاری کیوں نہ ہو، "ان جنحو السلم فاجنح لھا" (۸/۶۱) اگر دشمن صلح کی طرف جھکے تو تم بھی اس کی طرف جھک جاؤ۔ پاکستان کا جنگ ملتوی کرنے کا فیصلہ قرآن کریم کی اس راہ نمائی کے عین مطابق ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہندو نے پھر فریب دیا تو اس کا کیا علاج؟ تو اس کے متعلق قرآن کریم نے اگلے ہی الفاظ میں کہہ دیا کہ "وان یرید وا ان یخدعوک فان

Marfat.com

حَسْبُکَ اللہ“) اگر ان کا ارادہ ہو کہ تمہیں دھوکہ دیں تو اس میں گھبرانے کی بات کوئی نہیں۔ جس قانون خداوندی نے تمہیں پہلے کامیابی عطا کی تھی وہی قانون پھر تمہاری تائید و نصرت کے لئے موجود ہو گا۔ ”ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین (۶۲)۔ قانون خداوندی سے تمسک اور جماعت کا تعاون کامیابی کی ضمانت ہے۔ جماعت کے اندر اس قسم کے تعاون کا جذبہ کس طرح بیدار ہوتا اور بروئے کار آتا ہے۔ اس کے متعلق اس نے بتا دیا کہ ” والّفَ بین قلوبھم“ مقصد کی وحدت اور نصب العین کے اشتراک سے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی اُلفت پیدا ہو گئی۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعاً۔ ما الفت بین قلوبھم “ یہ وہ نعمت بے بہا ہے جو بازار سے خریدی نہیں جا سکتی خواہ اس کے لئے دنیا بھر کی دولت بھی کیوں نہ صرف کر دی جائے۔ ولٰکِنّ اللہ الّف بینھم (۶۳) یہ پیدا ہوتی ہے قانون خداوندی کے اتباع سے۔ اسی میں قوم کی حیات اور زندگی کے ہر معرکہ میں کامیابی و کامرانی کا راز پوشیدہ ہے۔

اس وقت قوم کے دل میں جو جذبہ ہنگامی طور پر پیدا ہوا ہے اسے قوم کا مستقل شعار کس طرح بنایا جا سکتا ہے؟

اس وقت ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ اگر قوم نے قرآن کریم کی تعلیم کو اپنے لئے قندیلِ راہ بنا لیا تو۔ سرزمین پاکستان تو ایک طرف۔ خدا کے اس وعدہ کو پورا ہوتے بھی دیر نہیں لگ سکتی کہ ” انی جاعلک للناسِ اماماً“ ہم نے تمہیں نوع انسان کی لیڈرشپ کے پیدا کیا ہے۔

Marfat.com

اس لئے ملتِ پاکستانیہ کے نام ہمارا پیغام یہ ہے کہ :

سبق پھر پڑھ صداقت کا شجاعت کا عدالت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دُنیا کی امامت کا

سجدہ ہ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری
ذخیرہ

فیروز سنز لمیٹڈ کراچی

Marfat.com

لفت

Marfat.com

نومبر ۱۹۶۵ء

شائع کردہ
ادارہ مطبوعات پاکستان
پوسٹ بکس نمبر ۱۸۳، کراچی

Marfat.com

نومبر ۱۹۶۵ء

شائع کردہ
ادارۂ مطبوعات پاکستان
پوسٹ بکس نمبر ۱۸۳، کراچی

Marfat.com